عابد خطبات

68

خطبۂ جمعۃ المبارک

عنوان:

رسول اللہ ﷺ کے کائناتی اور قرآنی معجزات



خطبہ رائٹر

ابوضیاء تنزیل عابد

مدرس: جامعہ اسلامیہ سلفیہ ڈلن بنگلہ بوریوالا

شعبہ تبلیغ

جامعہ اسلامیہ سلفیہ ڈلن بنگلہ بوریوالا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

رسول اللہ ﷺ کے کائناتی اور قرآنی معجزات

اہم عناصر:

❁ رسول اللہ ﷺ کے کائناتی معجزات ❁ رسول اللہ ﷺ کے قرآنی معجزات

إن الحمد لله، نحمده ونستعينه، من يهده الله فلا مضل له، ومن يضلل فلا هادي له، وأشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له، وأن محمدا عبده ورسوله أما بعد فاعوذ بالله من الشيطان الرجيم وَ لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ مِنْهُمْ مَّنْ قَصَصْنَا عَلَيْكَ وَ مِنْهُمْ مَّنْ لَّمْ نَقْصُصْ عَلَيْكَ ؕ وَ مَا كَانَ لِرَسُوْلٍ اَنْ يَّاْتِيَ بِاٰيَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ[غافر:78]

ذی وقار سامعین!

اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کو ان کے وقت اور قوم کی ضرورت کے مطابق معجزات عطا کیے، تاکہ لوگ ان معجزات کو دیکھ کر ایمان لائیں اور ہدایت کے راستے پر چلیں۔ ہر دور میں انسان کی عقل، علم اور حالات مختلف ہوتے رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ان تمام پہلوؤں کو سامنے رکھتے ہوئے انبیاء علیہم السلام کو معجزات سے نوازا۔ یہ معجزات نہ صرف انبیاء کی نبوت کی دلیل تھے بلکہ ان کی صداقت کو بھی ثابت کرتے تھے۔ ہر معجزہ اللہ کی قدرت کا مظہر اور انسانوں کے لیے غور و فکر کا دعوت نامہ تھا۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَ لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ مِنْهُمْ مَّنْ قَصَصْنَا عَلَيْكَ وَ مِنْهُمْ مَّنْ لَّمْ نَقْصُصْ عَلَيْكَ ؕ وَ مَا كَانَ لِرَسُوْلٍ اَنْ يَّاْتِيَ بِاٰيَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ

"اور بلاشبہ یقیناً ہم نے تجھ سے پہلے کئی رسول بھیجے، ان میں سے کچھ وہ ہیں جن کا حال ہم نے تجھے سنایا اور ان میں سے کچھ وہ ہیں جن کا حال ہم نے تجھے نہیں سنایا۔ اور کسی رسول کا اختیار نہ تھا کہ اللہ کے اذن کے بغیر کوئی نشانی لے آئے۔"[غافر:78]

ہم نے پچھلے خطبہ جمعہ میں نبی اکرم ﷺ کے طبی اور غذائی معجزات کا تذکرہ کیا تھا، جن میں آپ ﷺ کی ہدایات اور عملی رہنمائی انسانیت کے لیے رہتی دنیا تک مشعل راہ ہیں۔ ان معجزات نے نہ صرف اس زمانے کے لوگوں کو متاثر کیا بلکہ آج بھی ان کی حکمت پر غور و فکر جاری ہے۔

آج کے خطبہ جمعہ میں ہم ایک نئے پہلو پر گفتگو کریں گے۔ ہم کائنات کے حیرت انگیز حقائق اور قرآن مجید کی روشنی میں ان معجزات کا ذکر کریں گے، جو آپ ﷺ کی صداقت اور قرآن کے الہامی ہونے کی واضح دلیل ہیں۔

رسول اللہ ﷺ کے کائناتی معجزات

کائناتی معجزات وہ غیر معمولی واقعات یا حقائق ہیں جن کا تعلق کائنات کے نظام، زمین و آسمان، فطرت کے مظاہر، اور قدرت کے حیرت انگیز اصولوں سے ہوتا ہے۔ یہ معجزات انسانی فہم و عقل سے بالاتر اور کسی بھی انسانی یا طبعی قوت سے ممکن نہیں ہوتے بلکہ براہِ راست اللہ تعالیٰ کی قدرت اور اس کی حکمت کا مظہر ہوتے ہیں۔

کائناتی معجزات کا مقصد اللہ تعالیٰ کی وحدانیت، قدرت، اور نبی کی صداقت کو واضح کرنا ہوتا ہے۔ ان معجزات میں وہ نشانیاں شامل ہیں جو انسانی آنکھوں کے سامنے موجود ہیں، جیسے سورج، چاند، ستارے، پہاڑ، سمندر، اور زمین و آسمان کے دیگر حیرت انگیز مظاہر۔ ان معجزات میں اللہ کی تخلیق کی گہرائی اور حکمت نظر آتی ہے، جو انسان کو غور و فکر کی دعوت دیتے ہیں۔

کائناتی معجزات انسان کو یہ سبق دیتے ہیں کہ کائنات کا ہر ذرہ اللہ کے حکم کے تحت ہے اور اس کی تخلیق کا مقصد انسان کو اپنے خالق کی پہچان اور اس کی عبادت کی طرف راغب کرنا ہے۔

معجزہ معراج:

نبی مکرم ﷺ کا ایک عظیم معجزہ، اسراء و معراج والا معجزہ ہے، اس کو اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں بھی بیان کیا ہے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

سُبْحٰنَ الَّذِيْٓ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِيْ بٰرَكْنَا حَوْلَهٗ لِنُرِيَهٗ مِنْ اٰيٰتِنَا ۭ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ ①

"پاک ہے وہ جو رات کے ایک حصے میں اپنے بندے کو حرمت والی مسجد سے بہت دور کی اس مسجد تک لے گیا جس کے اردگرد کو ہم نے بہت برکت دی ہے، تاکہ ہم اسے اپنی کچھ نشانیاں دکھائیں۔ بلاشبہ وہی سب کچھ سننے والا، سب کچھ دیکھنے والا ہے۔" [بنی اسرائیل: 1]

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میرے پاس برّاق لایا گیا (وہ ایک سفید رنگ کا لمبا چوپایہ تھا۔ گدھے سے اونچا اور خچر سے کم (چھوٹا)، اپنا قدم وہاں رکھتا تھا جہاں اس کی نظر پہنچتی) میں اس پر سوار ہو کر بیت المقدس پہنچا اور اس کو اس حلقہ (کنڈے) سے باندھ دیا جس سے انبیاء علیہم السلام اپنی سواریاں باندھا کرتے تھے۔ پھر میں مسجد میں داخل ہوا اور اس میں دو رکعت نماز پڑھی، پھر میں نکلا تو جبریل علیہ السلام میرے پاس ایک شراب کا برتن اور دوسرا دودھ کا برتن لایا۔ میں نے دودھ کا انتخاب کیا (دودھ کو پسند کیا) تو جبریل علیہ السلام نے کہا: آپ نے فطرت کو اختیار کیا۔

پھر وہ ہمیں لے کر آسمان کی طرف چڑھا، جبریل علیہ السلام نے دروازہ کھلوایا، تو پوچھا گیا: تو کون ہے؟ جواب دیا: جبریل ہوں۔ پوچھا گیا: تیرے ساتھ کون ہے؟ کہا: محمد ﷺ ہیں۔ سوال ہوا: اسے بلوایا گیا ہے؟ کہا: بلایا گیا ہے۔ اس پر ہمارے لیے دروازہ کھول دیا گیا، تو میں نے اچانک

آدم علیہ السلام کو پایا، انھوں نے مجھے مرحبا کہا اور میرے لیے خیر کی دعا کی۔ پھر ہمیں دوسرے آسمان پر لے جایا گیا، جبریل علیہ السلام نے دروازہ کھلوایا، تو پوچھا گیا: آپ کون ہیں؟ جواب دیا جبریل ہوں۔ سوال ہوا: آپ کے ساتھ کون ہے؟ کہا: محمد (ﷺ) ہیں۔ پوچھا گیا: کیا انھیں بلایا گیا ہے؟ جواب دیا: بلایا گیا ہے۔ تو ہمارے لیے دروازہ کھول دیا گیا، تو اچانک میں نے دو خالہ زاد بھائیوں عیسیٰ بن مریم اور یحیٰ بن زکریا علیہم السلام کو پایا (اللہ ان دونوں پر رحمتیں برسائے) دونوں نے مجھے مرحبا کہا اور دعائے خیر دی۔

پھر جبریل علیہ السلام مجھے تیسرے آسمان پر لے گئے اور دروازہ کھلوایا۔ پوچھا گیا: آپ کون ہیں؟ جواب دیا: جبریل ہوں! سوال ہوا: آپ کے ساتھ کون ہے؟ کہا: محمد (ﷺ) ہیں۔ پوچھا گیا: کیا انھیں طلب کیا گیا ہے؟ کہا، انھیں بلایا گیا ہے، تو ہمارے لیے دروازہ کھول دیا گیا تو میری ملاقات یوسف علیہ السلام سے ہوئی۔ انھیں حسن کا وافر حصہ ملا ہے۔ اس نے مرحبا کہا اور دعائے خیر کی۔ پھر ہمیں چوتھے آسمان کی طرف لے جایا گیا۔ جبرائیل علیہ السلام نے دروازہ کھولنے کے لیے کہا تو سوال ہوا آپ کون ہیں؟ کہا: جبریل ہوں۔ پوچھا گیا: اور آپ کے ساتھ کون ہے؟ کہا: محمد (ﷺ) ہیں۔ پوچھا: اور کیا انھیں بلایا گیا ہے؟ جواب دیا: انھیں بلایا گیا ہے۔ تو ہمارے لیے دروازہ کھول دیا گیا اور میری ملاقات ادریس علیہ السلام سے ہوئی، انھوں نے مرحبا کہا اور دعائے خیر دی۔ پھر ہمیں پانچویں آسمان پر لے جایا گیا، تو جبریل علیہ السلام نے دروازہ کھلوایا۔ پوچھا گیا: آپ کون ہیں؟ کہا: جبریل ہوں۔ سوال ہوا اور آپ کے ساتھ کون ہے؟ کہا: محمد (ﷺ) ہیں۔ پوچھا گیا: کیا انھیں بلوایا گیا ہے؟ کہا: انھیں بلوایا گیا ہے۔ تو ہمارے لیے دروازہ کھول دیا گیا تو میری ملاقات ہارون علیہ السلام سے ہوئی، انھوں نے مجھے خوش آمدید کہا اور میرے لیے خیر کی دعا کی۔

پھر ہمیں چھٹے آسمان پر چڑھایا گیا۔ جبریل علیہ السلام نے دروازہ کھلوایا۔ پوچھا گیا کون ہے؟ کہا: جبریل۔ سوال ہوا: اور آپ کے ساتھ کون ہے؟ کہا: محمد (ﷺ) ۔ پوچھا گیا: کیا انھیں بلوایا گیا

ہے؟ کہا: جی ہاں! انھیں بلوایا گیا ہے۔ تو ہمارے لیے دروازہ کھول دیا گیا، تو میری ملاقات موسیٰ علیہ السلام سے ہوئی، انھوں نے مرحبا کہا اور میرے لیے دعائے خیر کی۔ پھر وہ ساتویں آسمان پر چڑھ گئے۔ جبریل علیہ السلام نے دروازہ کھلوایا، تو پوچھا گیا: یہ کون ہے؟ کہا جبریل۔ سوال کیا گیا: اور تیرے ساتھ کون ہے؟ کہا محمد (ﷺ) ۔ پوچھا گیا: کیا انھیں پیغام بھیجا گیا ہے؟ کہا انھیں پیغام بھیجا گیا ہے۔ تو ہمارے لیے دروازہ کھول دیا گیا، تو میں ابراہیم علیہ السلام کو پاتا ہوں۔ انھوں نے اپنی پشت کی ٹیک بیت المعمور سے لگائی ہوئی ہے، اور وہ ایسا گھر ہے کہ اس میں ہر روز ستّر ہزار فرشتے داخل ہوتے ہیں، پھر ان کی باری نہیں آئے گی۔

پھر مجھے جبریل علیہ السلام سدرۃ المنتہیٰ (آخری سرحد پر واقع بیری کا درخت) کے پاس لے گئے۔ اس کے پتے ہاتھیوں کے کانوں اور بیر مٹکوں کی طرح ہیں۔ تو جب اللہ کے حکم سے جس چیز نے اسے ڈھانپا، ڈھانپنا تو اس میں ایسی تبدیلی پیدا ہوئی کہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سے کوئی اس کے حسن کو بیان نہیں کر سکتا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے میری طرف جو چاہا وحی کی اور مجھ پر ہر دن رات میں پچاس نمازیں فرض کیں۔ میں موسیٰ علیہ السلام کی طرف اترا تو انھوں نے پوچھا: تیرے رب نے تیری امت پر کیا فرض کیا ہے؟ میں نے جواب دیا: پچاس نمازیں۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا: اپنے رب کے پاس واپس جاؤ اور اس سے تخفیف کی درخواست کرو، کیونکہ تیری امت اس کی طاقت نہیں رکھے گی، میں بنو اسرائیل کو آزما چکا ہوں اور ان کو جانچ چکا ہوں۔ آپ ﷺ نے کہا: تو میں لوٹ کر اپنے رب کے پاس گیا اور عرض کیا: اے میرے رب! میری امت کے لیے تخفیف فرما، اللہ تعالیٰ نے پانچ نمازیں کم کر دیں۔ میں موسیٰ علیہ السلام کی طرف واپس آیا اور انھیں بتایا: اللہ تعالیٰ نے مجھ سے پانچ نمازیں گھٹا دیں۔ انھوں نے کہا: تیری امت اتنی نمازیں نہیں پڑھ سکے گی، اپنے رب کی طرف لوٹ جائیے اور اس سے تخفیف کا سوال کیجیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تو میں اپنے رب تبارک و تعالیٰ اور موسیٰ علیہ السلام کے درمیان آتا جاتا رہا، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

يَا مُحَمَّدُ، إِنَّهُنَّ خَمْسُ صَلَوَاتٍ كُلَّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ، لِكُلِّ صَلَاةٍ عَشْرٌ، فَذَلِكَ خَمْسُونَ صَلَاةً وَمَنْ هَمَّ بِحَسَنَةٍ، فَلَمْ يَعْمَلْهَا، كُتِبَتْ لَهُ حَسَنَةً، فَإِنْ عَمِلَهَا، كُتِبَتْ لَهُ عَشْرًا، وَمَنْ هَمَّ بِسَيِّئَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا، لَمْ تُكْتَبْ شَيْئًا، فَإِنْ عَمِلَهَا، كُتِبَتْ سَيِّئَةً وَاحِدَةً

اے محمد (ﷺ) وہ ہر دن، رات میں پانچ نمازیں ہیں اور ہر نماز دس کے برابر ہے، اس طرح یہ پچاس نمازیں ہیں، اور جو انسان کسی نیکی کی نیت کر کے، کرے گا نہیں، اس کے لیے ایک نیکی لکھ دی جائے گی، اور اگر وہ کرے گا تو اس کے لیے دس نیکیاں لکھی جائیں گی۔ اور جو برائی کا ارادہ کرے گا اور اسے کرے گا نہیں تو کچھ نہیں لکھا جائے گا، اور اگر کر گزرے گا تو ایک برائی لکھی جائے گی۔

آپ ﷺ نے فرمایا: میں اتر کر موسیٰ علیہ السلام کے پاس پہنچا اور انھیں خبر دی تو انھوں نے کہا: اپنے رب کے پاس واپس جاؤ اور اس سے تخفیف کی درخواست کرو۔ تو رسول اللہ ﷺ نے جواب دیا:

قَدْ رَجَعْتُ إِلَى رَبِّي حَتَّى اسْتَحْيَيْتُ مِنْهُ

"میں بار بار اپنے رب کے پاس گیا ہوں حتیٰ کہ اس سے شرما گیا ہوں۔" [صحیح مسلم: 411]

نبی اکرم ﷺ کو اسراء و معراج کے موقع پر بہت کچھ دکھایا گیا، جنت اور جہنم کا مشاہدہ کروایا گیا، سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

عُرِضَتْ عَلَيَّ الْجَنَّةُ وَالنَّارُ، فَلَمْ أَرَ كَالْيَوْمِ فِي الْخَيْرِ وَالشَّرِّ، وَلَوْ تَعْلَمُونَ مَا أَعْلَمُ لَضَحِكْتُمْ قَلِيلًا وَلَبَكَيْتُمْ كَثِيرًا

"جنت اور دوزخ کو میرے سامنے پیش کیا گیا۔ میں نے خیر اور شر کے بارے میں آج کے دن جیسی (تفصیلات) کبھی نہیں دیکھیں۔ جو میں جانتا ہوں، اگر تم (بھی) جان لو تو ہنسو کم اور روؤ زیادہ۔" [صحیح مسلم: 6119]

اسی طرح صحیح بخاری میں ہے کہ نبی مکرم ﷺ نے فرمایا:

ثُمَّ انْطَلَقَ حَتَّى أَتَى بِي السِّدْرَةَ الْمُنْتَهَى، فَغَشِيَهَا أَلْوَانٌ لاَ أَدْرِي مَا هِيَ ، ثُمَّ أُدْخِلْتُ الجَنَّةَ، فَإِذَا فِيهَا جَنَابِذُ اللُّؤْلُؤِ، وَإِذَا تُرَابُهَا المِسْكُ

پھر جبریل علیہ السلام مجھے لے کر آگے بڑھے اور سدرۃ المنتہیٰ کے پاس لائے جہاں مختلف قسم کے رنگ نظر آئے، جنہوں نے اس درخت کو چھپا رکھا تھا میں نہیں جانتا کہ وہ کیا تھے۔ اس کے بعد مجھے جنت میں داخل کیا گیا تو میں نے دیکھا کہ موتی کے گنبد بنے ہوئے ہیں اور اس کی مٹی مشک کی طرح خوشبودار تھی۔[صحیح بخاری:3342]

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لَمَّا عُرِجَ بِي, مَرَرْتُ بِقَوْمٍ لَهُمْ أَظْفَارٌ مِنْ نُحَاسٍ يَخْمُشُونَ وُجُوهَهُمْ وَصُدُورَهُمْ، فَقُلْتُ: مَنْ هَؤُلَاءِ يَا جِبْرِيلُ؟ قَالَ: هَؤُلَاءِ الَّذِينَ يَأْكُلُونَ لُحُومَ النَّاسِ، وَيَقَعُونَ فِي أَعْرَاضِهِمْ

”جب مجھے معراج کرائی گئی تو میرا گزر ایک ایسی قوم پر ہوا جن کے ناخن تانبے کے تھے جو اپنے چہروں اور سینوں کو چھیل رہے تھے۔ میں نے پوچھا: اے جبرائیل! یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے کہا: یہ وہ ہیں جو دوسرے لوگوں کا گوشت کھاتے اور ان کی عزتوں سے کھیلتے ہیں۔“[ابوداؤد:4878 صححہ الالبانی]

سیدنا سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

رَأَيْتُ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِي رَجُلًا يَسْبَحُ فِي نَهَرٍ وَيُلْقَمُ الْحِجَارَةَ، فَسَأَلْتُ: مَا هَذَا؟ فَقِيلَ لِي: آكِلُ الرِّبَا

”شب معراج میں نے ایک آدمی کو دیکھا جو نہر میں تیر رہا تھا اور اس کے منہ میں پتھروں کا لقمہ دیا جا رہا تھا، میں نے اس کے متعلق پوچھا تو مجھے بتایا گیا کہ وہ سود خور ہے۔“[مسند احمد:20101 صحیح]

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ معجزہ اسراء و معراج کے موقع پر نبی اکرم ﷺ نے اللہ تعالیٰ کو دیکھا ہے، لیکن یہ بات درست نہیں، کیونکہ کوئی انسانی آنکھ فوت ہونے سے پہلے اللہ تعالیٰ کا

دیدار نہیں کر سکتی، تابعی مسروق رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا:

يَا أُمَّتَاهُ هَلْ رَأَى مُحَمَّدٌ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَبَّهُ

اے ایمان والوں کی ماں! کیا حضرت محمد ﷺ نے معراج کی رات میں اپنے رب کو دیکھا تھا؟

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا:

لَقَدْ قَفَّ شَعَرِي مِمَّا قُلْتَ أَيْنَ أَنْتَ مِنْ ثَلَاثٍ مَنْ حَدَّثَكَهُنَّ فَقَدْ كَذَبَ مَنْ حَدَّثَكَ أَنَّ مُحَمَّدًا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى رَبَّهُ فَقَدْ كَذَبَ ثُمَّ قَرَأَتْ لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْأَبْصَارَ وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ أَنْ يُكَلِّمَهُ اللهُ إِلَّا وَحْيًا أَوْ مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ وَمَنْ حَدَّثَكَ أَنَّهُ يَعْلَمُ مَا فِي غَدٍ فَقَدْ كَذَبَ ثُمَّ قَرَأَتْ وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ مَاذَا تَكْسِبُ غَدًا وَمَنْ حَدَّثَكَ أَنَّهُ كَتَمَ فَقَدْ كَذَبَ ثُمَّ قَرَأَتْ يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ الْآيَةَ وَلَكِنَّهُ رَأَى جِبْرِيلَ عَلَيْهِ السَّلَام فِي صُورَتِهِ مَرَّتَيْنِ

تم نے ایسی بات کہی کہ میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے کیا تم ان تین باتوں سے بھی ناواقف ہو؟ جو شخص بھی تم میں سے یہ تین باتیں بیان کرے وہ جھوٹا ہے جو شخص یہ کہتا ہو کہ حضرت محمد ﷺ نے شب معراج میں اپنے رب کو دیکھا تھا وہ جھوٹا ہے۔ پھر انہوں نے آیت لاتدرکہ الابصار سے لے کر من وراء حجاب تک کی تلاوت کی اور کہا کہ کسی انسان کے لئے ممکن نہیں کہ اللہ سے بات کرے سوا اس کے کہ وحی کے ذریعہ ہو یا پھر پردے کے پیچھے سے ہو اور جو شخص تم سے کہے کہ آنحضرت ﷺ آنے والے کل کی بات جانتے تھے وہ بھی جھوٹا ہے۔ اس کے لئے انہوں نے آیت وما تدری نفس ماذا تکسب غدا یعنی "اور کوئی شخص نہیں جانتا کہ کل کیا کرے گا۔" کی تلاوت فرمائی۔ اور جو شخص تم میں سے کہے کہ آنحضرت ﷺ نے تبلیغ دین میں کوئی بات چھپائی تھی وہ بھی جھوٹا ہے۔ پھر انہوں نے یہ آیت تلاوت کی یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک یعنی اے رسول! پہنچا دیجئے

وہ سب کچھ جو آپ کے رب کی طرف سے آپ پر اتارا گیا ہے۔ ہاں آنحضرت ﷺ نے حضرت جبریل علیہ السلام کو ان کی اصل صورت میں دو مرتبہ دیکھا تھا۔[صحیح بخاری:4855]

چاند کا دو ٹکرے ہونا:

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

أَنَّ أَهْلَ مَكَّةَ سَأَلُوا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُرِيَهُمْ آيَةً فَأَرَاهُمُ الْقَمَرَ شِقَّتَيْنِ حَتَّى رَأَوْا حِرَاءً بَيْنَهُمَا

کفار مکہ نے رسول اللہ ﷺ سے کسی نشانی کا مطالبہ کیا تو آنحضرت ﷺ نے چاند کے دو ٹکڑے کر کے دکھا دیئے۔ یہاں تک کہ انہوں نے حرا پہاڑ کو ان دونوں ٹکڑوں کے بیچ میں دیکھا۔[صحیح بخاری:3868]

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

انْشَقَّ الْقَمَرُ وَنَحْنُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِنًى فَقَالَ اشْهَدُوا وَذَهَبَتْ فِرْقَةٌ

جس وقت چاند کے دو ٹکڑے ہوئے تو ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ منیٰ کے میدان میں موجود تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا تھا کہ لوگو! گواہ رہنا، اور چاند کا ایک ٹکڑا دوسرے سے الگ ہو کر پہاڑ کی طرف چلا گیا تھا۔[صحیح بخاری:3869]

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

أَنَّ الْقَمَرَ انْشَقَّ عَلَى زَمَانِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

نبی کریم ﷺ کے زمانے میں بلاشک وشبہ چاند پھٹ گیا تھا۔[صحیح بخاری:3870]

یہ ایسا معجزہ ہے جس کا ذکر قرآنِ کریم میں بھی ہے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ ۝

"قیامت بہت قریب آگئی اور چاند پھٹ گیا۔"[القمر:1]

چاند کا دو ٹکڑے ہونا ثابت ہے، لیکن یہ بات ثابت نہیں کہ یہ نبی ﷺ کی انگلی مبارک کے اشارے سے ہوا، جیسا کہ فضیلۃ الشیخ مولانا عبد السلام بھٹوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

"بعض واعظ حضرات بیان کرتے ہیں کہ چاند رسول اللہ ﷺ کی انگلی کے اشارے سے دو ٹکڑے ہوا، انگلی کے اشارے کا کوئی ثبوت نہیں۔ اسی طرح بعض کا کہنا ہے کہ چاند کا ایک ٹکڑا آپ کے گریبان سے ہو کر نکل گیا، بالکل ہی لغو بات ہے۔"

درختوں کا چلنا:

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما کہتے ہیں:

ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک کھلی وادی میں چلے، تو رسول اللہ ﷺ قضائے حاجت کے لیے نکلے اور میں بھی پانی کا برتن لے کر آپ کے پیچھے ہو لیا، رسول اللہ ﷺ نے نظر دوڑائی ایسی چیز نظر نہ آئی جس کی آپ اوٹ لے سکتے۔ وادی کے کنارے پر دو درخت نظر آئے آپ ان میں سے ایک درخت کے پاس تشریف لے گئے اس کی ٹہنیوں میں سے ایک کو پکڑا اور فرمایا:

انْقَادِي عَلَيَّ بِإِذْنِ اللَّهِ

"اللہ کے حکم سے میرے مطیع ہو جاؤ۔"

تو وہ نکیل ڈالے ہوئے اونٹ کی طرح آپ کا فرمانبردار بن گیا پھر دوسرے درخت کے پاس آئے اور اس کی ٹہنیوں میں سے ایک کو پکڑا اور کہا:

انْقَادِي عَلَيَّ بِإِذْنِ اللَّهِ

"اللہ کے حکم سے میرے مطیع ہو جاؤ۔"

تو وہ بھی اسی طرح آپ کے ساتھ چل پڑا یہاں تک کہ (اسے چلاتے ہوئے) دونوں کے درمیان کے آدھے فاصلے پر پہنچے تو آپ نے ان دونوں کو جھکا کر آپس میں ملا (کر اکٹھا کر) دیا

آپ ﷺ نے فرمایا: ”دونوں اللہ کے حکم سے میرے آگے مل جاؤ۔“ تو وہ دونوں ساتھ ہو گئے (اور آپ ﷺ کو پردہ مہیا کر دیا) سیدنا جابر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں ڈر سے بھاگتا ہوا وہاں سے نکلا کہ میرے قریب ہونے کو محسوس کر کے رسول اللہ ﷺ وہاں سے (مزید) دور (جانے پر مجبور) نہ ہو جائیں، میں (ایک جگہ) بیٹھ گیا اور اپنے آپ سے باتیں کرنے لگا۔ اچانک میری نگاہ پڑی تو میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لا رہے ہیں اور دیکھا کہ دونوں درخت الگ الگ ہو چکے ہیں۔[صحیح مسلم:7518]

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں:

كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فِي سَفَرٍ فَأَقْبَلَ أَعْرَابِيٌّ فَلَمَّا دَنَا مِنْهُ، قَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ" :أَيْنَ تُرِيدُ؟". قَالَ: إِلَى أَهْلِي، قَالَ:"هَلْ لَكَ فِي خَيْرٍ؟"، قَالَ: وَمَا هُوَ؟، قَالَ:"تَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ"، فَقَالَ: وَمَنْ يَشْهَدُ عَلَى مَا تَقُولُ؟، قَالَ:"هَذِهِ السَّلَمَةُ"، فَدَعَاهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهِيَ بِشَاطِئِ الْوَادِي فَأَقْبَلَتْ تَخُدُّ الْأَرْضَ خَدًّا حَتَّى قَامَتْ بَيْنَ يَدَيْهِ، فَاسْتَشْهَدَهَا ثَلَاثًا، فَشَهِدَتْ ثَلَاثًا أَنَّهُ كَمَا قَالَ، ثُمَّ رَجَعَتْ إِلَى مَنْبَتِهَا، وَرَجَعَ الْأَعْرَابِيُّ إِلَى قَوْمِهِ، وَقَالَ: إِنْ اتَّبَعُونِي أَتَيْتُكَ بِهِمْ، وَإِلَّا رَجَعْتُ، فَكُنْتُ مَعَكَ.

ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھے کہ ایک بدوی آیا اور جب آپ سے وہ قریب ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”کہاں کا ارادہ ہے“، عرض کیا: اپنے گھر والوں کی طرف جانے کا ارادہ ہے۔ فرمایا: ”بہتری چاہتے ہو؟“ عرض کیا: وہ کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”(وہ یہ ہے کہ) تم اس بات کی شہادت دو کہ اللہ کے سوا کوئی الٰہ نہیں، وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، اور محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول و پیغمبر ہیں“، اس نے کہا: آپ جو فرماتے ہیں اس کی شہادت کون دیتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”یہ کانٹے دار درخت (جھاڑی) ہے (جو اس کی شہادت دیتا ہے)“، چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے اسے آواز

دی جو گرچہ وادی کے ایک کنارے پر واقع تھا لیکن زمین پھاڑتا ہوا آکر آپ ﷺ کے روبرو کھڑا ہو گیا اور آپ ﷺ نے اس سے گواہی دینے کو کہا اور اس درخت نے تین مرتبہ شہادت دی کہ آپ وہی ہیں جیسا کہ آپ نے دعوی کیا ہے۔

پھر وہ اپنی جگہ واپس چلا گیا اور وہ اعرابی یہ کہتے ہوئے اپنے قبیلے میں واپس چلا گیا کہ اگر انہوں نے میری بات مانی تو انہیں لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہو جاؤں گا ورنہ بذات خود واپس آکر آپ کے ساتھ رہوں گا۔[سنن دارمی:16 صحیح]

پتھر کا سلام کرنا:

سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

إِنِّي لَأَعْرِفُ حَجَرًا بِمَكَّةَ كَانَ يُسَلِّمُ عَلَيَّ قَبْلَ أَنْ أُبْعَثَ، إِنِّي لَأَعْرِفُهُ الْآنَ

"میں، مکہ کے اس پتھر کو پہچانتا ہوں، جو بعثت سے پہلے مجھے سلام کہتا تھا، میں اب بھی اس کو پہچانتا ہوں۔"[صحیح مسلم:5939]

کھجور کے تنے کا رونا:

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں:

أَنَّ امْرَأَةً مِنَ الْأَنْصَارِ، قَالَتْ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَلَا أَجْعَلُ لَكَ شَيْئًا تَقْعُدُ عَلَيْهِ، فَإِنَّ لِي غُلَامًا نَجَّارًا؟ قَالَ: إِنْ شِئْتِ، قَالَ: فَعَمِلَتْ لَهُ الْمِنْبَرَ، فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ الْجُمُعَةِ قَعَدَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمِنْبَرِ الَّذِي صُنِعَ، فَصَاحَتِ النَّخْلَةُ الَّتِي كَانَ يَخْطُبُ عِنْدَهَا، حَتَّى كَادَتْ تَنْشَقُّ، فَنَزَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى أَخَذَهَا فَضَمَّهَا إِلَيْهِ، فَجَعَلَتْ تَئِنُّ أَنِينَ الصَّبِيِّ الَّذِي يُسَكَّتُ حَتَّى اسْتَقَرَّتْ

ایک انصاری عورت نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا، یا رسول اللہ! میں آپ کے لیے کوئی ایسی چیز کیوں نہ بنوا دوں جس پر آپ ﷺ وعظ کے وقت بیٹھا کریں۔ کیونکہ

میرے پاس ایک غلام بڑھئی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اچھا تمہاری مرضی۔ راوی نے بیان کیا کہ پھر جب منبر آپ ﷺ کے لیے اس نے تیار کیا۔ تو جمعہ کے دن جب نبی کریم ﷺ اس منبر پر بیٹھے تو اس کھجور کی لکڑی سے رونے کی آواز آنے لگی۔ جس پر ٹیک دے کر آپ ﷺ پہلے خطبہ دیا کرتے تھے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ پھٹ جائے گی۔ یہ دیکھ کر نبی کریم ﷺ منبر پر سے اترے اور اسے پکڑ کر اپنے سینے سے لگا لیا۔ اس وقت بھی وہ لکڑی اس چھوٹے بچے کی طرح سسکیاں بھر رہی تھی جسے چپ کرانے کی کوشش کی جاتی ہے۔ اس کے بعد وہ چپ ہو گئی۔[صحیح بخاری:2095]

سنن نسائی میں یہ الفاظ ہیں:

اضْطَرَبَتْ تِلْكَ السَّارِيَةُ كَحَنِينِ النَّاقَةِ حَتَّى سَمِعَهَا أَهْلُ الْمَسْجِدِ، حَتَّى نَزَلَ إِلَيْهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاعْتَنَقَهَا فَسَكَتَتْ

(کھجور کا تنا) بیقرار ہو کر رونے لگا جس طرح اونٹنی روتی ہے، یہاں تک کہ اسے مسجد والوں نے بھی سنا، یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ اتر کر اس کے پاس گئے، اور اسے گلے سے لگایا تو وہ چپ ہوا۔[نسائی:1397 صححہ الالبانی]

اونٹ کا رونا:

سیدنا عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

أَرْدَفَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَلْفَهُ ذَاتَ يَوْمٍ فَأَسَرَّ إِلَيَّ حَدِيثًا لَا أُحَدِّثُ بِهِ أَحَدًا مِنَ النَّاسِ، وَكَانَ أَحَبُّ مَا اسْتَتَرَ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِحَاجَتِهِ هَدَفًا أَوْ حَائِشَ نَخْلٍ، قَالَ: فَدَخَلَ حَائِطًا لِرَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ فَإِذَا جَمَلٌ، فَلَمَّا رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَنَّ وَذَرَفَتْ عَيْنَاهُ فَأَتَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَسَحَ ذِفْرَاهُ فَسَكَتَ فَقَالَ: مَنْ رَبُّ هَذَا الْجَمَلِ لِمَنْ هَذَا الْجَمَلُ؟ فَجَاءَ فَتًى مِنَ الْأَنْصَارِ، فَقَالَ لِي: يَا رَسُولَ اللَّهِ، فَقَالَ: "أَفَلَا تَتَّقِي اللَّهَ فِي هَذِهِ الْبَهِيمَةِ الَّتِي مَلَّكَكَ اللَّهُ إِيَّاهَا فَإِنَّهُ شَكَى إِلَيَّ أَنَّكَ تُجِيعُهُ وَتُدْئِبُهُ

رسول اللہ ﷺ نے مجھے ایک دن اپنے پیچھے سوار کیا پھر مجھ سے چپکے سے ایک بات کہی جسے میں کسی سے بیان نہیں کروں گا، رسول اللہ ﷺ کو بشری ضرورت کے تحت چھپنے کے لیے دو جگہیں بہت ہی پسند تھیں، یا تو کوئی اونچا مقام، یا درختوں کا جھنڈ، ایک بار آپ ﷺ کسی انصاری کے باغ میں تشریف لے گئے تو سامنے ایک اونٹ نظر آیا جب اس نے نبی اکرم ﷺ کو دیکھا تو رونے لگا اور اس کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے، نبی اکرم ﷺ اس کے پاس آئے، اس کے سر پر ہاتھ پھیرا تو وہ خاموش ہو گیا، اس کے بعد پوچھا” :یہ اونٹ کس کا ہے؟ “ایک انصاری جوان آیا، وہ کہنے لگا: اللہ کے رسول! میرا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا” :کیا تم ان جانوروں کے سلسلے میں جن کا اللہ نے تمہیں مالک بنایا ہے اللہ سے نہیں ڈرتے، اس اونٹ نے مجھ سے شکایت کی ہے کہ تو اس کو بھوکا مارتا اور تھکاتا ہے۔“[ابوداؤد:2549 صححہ الالبانی]

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں:

ایک انصاری آدمی کے دو طاقتور سانڈ تھے، وہ دونوں مستی میں آگئے، اس نے ان کو ایک باغ میں داخل کر کے دروازہ بند کر دیا، پھر دعا کروانے کے لیے نبی کریم ﷺ کے پاس آیا۔ نبی کریم ﷺ چند صحابہ میں تشریف فرما تھے۔ اس نے آکر کہا: اے اللہ کے نبی! میں ایک ضرورت کے پیش نظر آپ کے پاس آیا ہوں، میرے دو سانڈ ہیں، وہ دونوں مستی میں آگئے ہیں، میں نے ان کو ایک باغ میں داخل کر کے دروازہ بند کر دیا ہے۔ اب میں چاہتا ہوں کہ آپ دعا کریں کہ اللہ تعالی ان کو میرے لیے مسخر کر دے۔ آپ ﷺ نے اپنے صحابہ سے فرمایا” :اٹھو (چلتے ہیں)۔ “آپ چلے یہاں تک کہ باغ کے دروازے تک پہنچ گئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا” :دروازہ کھولو۔ “دروازہ کھول دیا گیا۔ ایک سانڈ دروازے کے قریب ہی کھڑا تھا، جب اس نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا تو آپ کو سجدہ کیا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

اِئتني بِشَيءٍ أَشُدُّ بهِ رأسَهُ وأُمَكِّنُكَ منهُ

"کوئی (رسی وغیرہ) لاؤ تاکہ میں اس کا سر باندھ کر اس کو تیرے لیے مسخر کروں۔" وہ لگام لے آیا، آپ ﷺ نے اس کا سر باندھا اور اسے اس کے لیے مسخر کر دیا۔ پھر دوسرے سانڈ کو پکڑنے کے لیے باغ کے دوسرے کنارے کی طرف گئے، جب اس نے آپ ﷺ کو دیکھا تو اس نے بھی سجدہ کیا، آپ ﷺ نے اس آدمی سے فرمایا۔ "کوئی (رسی وغیرہ) لاؤ تاکہ میں اس کا سر باندھ دوں۔" آپ ﷺ نے اس کا سر باندھا اور اس کی تسخیر میں دے دیا اور فرمایا:

اِذھَبْ فَإِنَّھُمَا لا یَعصِیَانِكَ

"جاؤ، اب یہ تیری بغاوت نہیں کریں گے۔"

جب صحابہ نے (سجدہ کرنے کا) منظر دیکھا تو کہا: اے اللہ کے رسول یہ دو سانڈ، جو غیر عاقل ہیں، آپ کو سجدہ کرتے ہیں، کیا ہم آپ کو سجدہ نہ کیا کریں؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

لا آمُرُ أَحَدًا أن یَسجُدَ لأَحَدٍ ولو أَمَرْتُ أَحَدًا أن یسجُدَ لأَحَدٍ لأمرتُ المرأۃَ أن تسجُدَ لزوجِھا

"میں کسی کو کسی کے لیے سجدہ کا حکم نہیں دیا، اگر میں کسی کو کسی کے لیے سجدہ کا حکم دیتا تو عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے۔" [سلسلہ صحیحہ:1456]

رسول اللہ ﷺ کے قرآنی معجزات

ہر نبی کو اللہ تعالیٰ نے کوئی نہ کوئی معجزہ عطا فرمایا اور وہ معجزہ علاقے اور دور کے مطابق ہوتا تھا، سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے دور میں جادو اپنے عروج پر تھا تو اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو ویسا ہی معجزہ عطا فرمایا۔ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے دور میں حکمت اور طبّ اپنے عروج پر تھی تو اللہ تعالیٰ نے سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کو ویسا ہی معجزہ عطا فرمایا کہ وہ کوڑھی اور برص کے مریض کے جسم پر ہاتھ پھیرتے تھے تو اللہ تعالیٰ اس مریض کو شفاء دے دیتے تھے۔ سیدنا داؤد علیہ السلام کے دور میں

لوہے کا کاروبار اور لوہے سے زرہیں وغیرہ بنانے کا فن اپنے بامِ عروج پر تھا تو اللہ تعالیٰ نے سیدنا داؤد علیہ السلام کو ویسا ہی معجزہ عطا فرمایا کہ آپ علیہ السلام کے لئے لوہے کو نرم بنا دیا گیا تھا۔

بالکل اسی طرح جنابِ محمد رسول اللہ ﷺ کے دور میں فصاحت و بلاغت اپنے عروج پر تھی، عرب میں فصیح و بلیغ شعراء کا طوطی بولتا تھا اور عرب میں بڑے بڑے شعراء موجود تھے، تو اللہ تعالیٰ نے جناب محمد رسول اللہ ﷺ کو ویسا ہی فصیح و بلیغ معجزہ قرآن کی صورت میں دیا، جو یقیناً فصاحت و بلاغت کا ایک عظیم شاہکار ہے۔ پہلے نبیوں کے معجزے ان کے دنیا سے جانے کے ساتھ ہی ختم ہو گئے لیکن آقا علیہ السلام کا معجزہ قرآن کی صورت میں آج بھی موجود ہے اور تا قیامِ قیامت موجود رہے گا۔

سیدنا أبو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَا مِنَ الْأَنْبِيَاءِ نَبِيٌّ إِلَّا أُعْطِيَ مَا مِثْلهُ آمَنَ عَلَيْهِ الْبَشَرُ وَإِنَّمَا كَانَ الَّذِي أُوتِيتُ وَحْيًا أَوْحَاهُ اللَّهُ إِلَيَّ فَأَرْجُو أَنْ أَكُونَ أَكْثَرَهُمْ تَابِعًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ

”ہر نبی کو ایسے ایسے معجزات عطا کئے گئے کہ (انہیں دیکھ کر) ان پر ایمان لائے (بعد کے زمانے میں ان کا کوئی اثر نہیں رہا) اور مجھے جو معجزہ دیا گیا ہے وہ وحی (قرآن) ہے جو اللہ تعالی نے مجھ پر نازل کی ہے۔ (اس کا اثر قیامت تک باقی رہے گا) اس لئے مجھے امید ہے کہ قیامت کے دن میرے تابع فرمان لوگ دوسرے پیغمبروں کے تابع فرمانوں سے زیادہ ہوں گے۔“ [صحیح بخاری: 4981]

کئی لحاظ سے قرآن کریم نبی مکرم ﷺ کا معجزہ ہے، فصاحت و بلاغت کے لحاظ سے قرآن کریم معجزہ ہے، یہ ایسا فصیح و بلیغ ہے کہ عرب کے شعراء اس کو دیکھ کر دنگ رہ گئے، اللہ تعالیٰ نے پہلا چیلنج کیا کہ تم اس جیسی کتاب لے آؤ، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَ الْجِنُّ عَلٰۤى اَنْ یَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا یَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَ لَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِیْرًا ﴿۸۸﴾

”کہہ دے اگر سب انسان اور جن جمع ہو جائیں کہ اس قرآن جیسا بنا لائیں تو اس جیسا نہیں لائیں گے، اگرچہ ان کا بعض بعض کا مددگار ہو۔“[بنی اسرائیل:88]

جب مشرکین مکہ یہ چیلنج پورا نہ کر سکے تو اللہ رب العزت نے دوسرا چیلنج کیا کہ دس سورتیں لے آؤ، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ؕ قُلْ فَاْتُوْا بِعَشْرِ سُوَرٍ مِّثْلِهٖ مُفْتَرَيٰتٍ وَّ ادْعُوْا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۱۳﴾

”یا وہ کہتے ہیں کہ اس نے اسے گھڑ لیا ہے۔ کہہ دے پھر اس جیسی دس سورتیں گھڑی ہوئی لے آؤ اور اللہ کے سوا جسے بلا سکتے ہو بلا لو، اگر تم سچے ہو۔“[ھود:13]

یہ چیلنج بھی جب پورا نہ ہو سکا تو اللہ تعالیٰ نے تیسرا اور آخری چیلنج یہ کیا کہ تم اس قرآن جیسی صرف ایک سورت لے آؤ، مالک کائنات فرماتے ہیں:

وَ اِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ ۪ وَ ادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۲۳﴾

”اور اگر تم اس کے بارے میں کسی شک میں ہو جو ہم نے اپنے بندے پر اتارا ہے تو اس کی مثل ایک سورت لے آؤ اور اللہ کے سوا اپنے حمایتی بلا لو، اگر تم سچے ہو۔“[البقرہ:23]

اسی چیلنج کو دوسری جگہ یوں بیان فرمایا:

اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ؕ قُلْ فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّثْلِهٖ وَ ادْعُوْا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۳۸﴾

”یا وہ کہتے ہیں کہ اس نے اسے گھڑ لیا ہے؟ کہہ دے تو تم اس جیسی ایک سورت لے آؤ اور اللہ کے سوا جسے بلا سکو بلا لو، اگر تم سچے ہو۔“[یونس:38]

یہ قرآن محفوظ ہونے کے لحاظ سے بھی معجزہ ہے، کیونکہ کوئی بھی آسمانی کتاب اپنی اصلی

اور حقیقی شکل میں محفوظ نہیں رہی، سب میں تحریف ہوئی، لیکن قرآن ایسی کتاب ہے جس کا حرف حرف محفوظ ہے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحٰفِظُوْنَ ۝٩

"بے شک ہم نے ہی یہ نصیحت نازل کی ہے اور بے شک ہم اس کی ضرور حفاظت کرنے والے ہیں۔"[الحجر:9]

قران کریم اس لحاظ سے بھی معجزہ ہے کہ اس جیسی تاثیر کسی اور کتاب میں موجود نہیں، جو شخص اس کو پڑھتا ہے، بس پڑھتا ہی جاتا ہے، جو شخص اس کو سنتا تھا، وہ ایمان لائے بغیر نہیں رہتا تھا اور کفار و مشرکین پر بھی اس کا اثر ہوتا تھا، سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَجَدَ بِالنَّجْمِ وَسَجَدَ مَعَهُ الْمُسْلِمُونَ وَالْمُشْرِكُونَ وَالْجِنُّ وَالْإِنْسُ

نبی کریم ﷺ نے سورہ النجم میں سجدہ کیا تو مسلمانوں، مشرکوں اور جن وانس سب نے آپ ﷺ کے ساتھ سجدہ کیا۔[صحیح بخاری:1071]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں:

میں نے جب سے ہوش سنبھالا ہے اپنے والدین کو دین حق کی پیروی کرتے ہوئے ہی دیکھا ہے۔ اور ہم پر کوئی دن ایسا نہیں گزرتا تھا کہ صبح و شام دونوں وقت رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس نہ آتے ہوں۔ پھر جب مسلمانوں کو سخت اذیت دی جانے لگی تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ حبشہ کی طرف ہجرت کی نیت سے (مکہ سے) نکلے۔ جب آپ برک الغماد کے مقام پر پہنچے تو انہیں ابن دغنہ ملا جو قبیلہ قارہ کا سردار تھا۔ اس نے پوچھا: اے ابو بکر! کہاں جا رہے ہو؟ انہوں نے جواب دیا کہ میری قوم نے مجھے نکال دیا ہے، اس لیے میں چاہتا ہوں کہ زمین کی سیر وسیاحت کروں اور اپنے رب کی یکسوئی سے عبادت کروں۔ ابن دغنہ کہنے لگے:

فَإِنَّ مِثْلَكَ يَا أَبَا بَكْرٍ لاَ يَخْرُجُ وَلاَ يُخْرَجُ، إِنَّكَ تَكْسِبُ المَعْدُومَ وَتَصِلُ الرَّحِمَ، وَتَحْمِلُ الكَلَّ وَتَقْرِي الضَّيْفَ وَتُعِينُ عَلَى نَوَائِبِ الحَقِّ، فَأَنَا لَكَ جَارٌ ارْجِعْ وَاعْبُدْ رَبَّكَ بِبَلَدِكَ

تمہارے جیسا شخص نہ تو نکلنے پر مجبور ہو سکتا ہے اور نہ اسے کوئی نکال ہی سکتا ہے کیونکہ ضرورت مند محتاج لوگوں کے پاس جو چیز نہیں ہوتی تم انہیں مہیا کرتے ہو، رشتہ داروں کے ساتھ اچھا سلوک کرتے ہو، ناداروں کی کفالت اور مہمانوں کی ضیافت کرتے ہو اور راہ حق میں اا گر کسی کو مصیبت آئے تو تم اس کی مدد کرتے ہو، لہذا میں تمہیں پناہ دیتا ہوں تم (مکہ) لوٹ چلو اور اپنے شہر میں رہ کر اپنے رب کی عبادت کرو۔

چنانچہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ ابن دغنہ کے ساتھ مکہ واپس آ گئے۔ اس کے بعد ابن دغنہ رات کے وقت قریش کے سرداروں سے ملا اور ان سے کہا: ابو بکر رضی اللہ عنہ جیسا شخص نہ تو نکلنے پر مجبور ہو سکتا ہے اور نہ اسے کوئی نکال ہی سکتا ہے، کیا تم ایسے شخص کو نکالتے ہو جو لوگوں کو وہ چیزیں مہیا کرتے ہے جو ان کے پاس نہیں ہوتیں، وہ رشتہ داروں سے اچھا سلوک اور بے کسوں کی کفالت کرتا ہے، مہمان نوازی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتا ہے اور جب کبھی کسی کو راہ حق میں تکلیف پہنچتی ہے تو اس کی مدد کرتا ہے۔ الغرض قریش نے ابن دغنہ کی پناہ کو مسترد نہ کیا۔ البتہ اس سے کہا کہ تم ابو بکر رضی اللہ عنہ سے کہہ دو کہ وہ اپنے گھر میں اپنے رب کی عبادت کریں اور وہیں نماز یا جو چاہیں ادا کریں۔ علانیہ یہ کام کر کے ہمارے لیے اذیت کا باعث نہ بنیں کیونکہ یہ کام علانیہ کرنے سے ہمیں اپنی عورتوں اور بچوں کے بگڑنے کا اندیشہ ہے۔ ابن دغنہ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو یہ پیغام پہنچا دیا تو انہوں نے اس شرط کے مطابق مکہ میں دوبارہ رہائش رکھ لی، چنانچہ وہ اپنے گھر میں اپنے پروردگار کی عبادت کرتے۔ نہ تو نماز علانیہ ادا کرتے اور نہ اپنے گھر کے علاوہ کسی دوسری جگہ تلاوت ہی کرتے۔ پھر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے دل میں خیال میں آیا تو انہوں نے اپنے گھر کے صحن میں ایک مسجد بنائی، وہاں نماز ادا کرتے اور قرآن پاک

کی تلاوت کرتے۔ پھر ایسا ہوا کہ مشرکین کی عورتیں اور بچے بکثرت ان کے پاس جمع ہو جاتے، سب کے سب تعجب کرتے اور آپ کی طرف متوجہ رہتے۔

چونکہ ابو بکر رضی اللہ عنہ بڑی گریہ وزاری کرنے والے شخص تھے، جب قرآن مجید کی تلاوت کرتے تو انہیں اپنی آنکھوں پر قابو نہیں رہتا تھا۔ یہ حال دیکھ کر سردارانِ قریش گھبرا گئے۔ بالآخر انہوں نے ابن دغنہ کو بلا بھیجا۔ اس کے آنے پر انہوں نے شکایت کی کہ ہم نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کو تمہاری وجہ سے اس شرط پر امان دی تھی کہ وہ اپنے گھر میں اپنے رب کی عبادت کریں مگر انہوں نے اس سے تجاوز کرتے ہوئے اپنے گھر کے صحن میں ایک مسجد بنالی ہے جس میں علانیہ نماز ادا کرتے اور قرآن کی تلاوت کرتے ہیں، ہمیں اندیشہ ہے کہ ہماری عورتیں اور بچے بگڑ جائیں گے، لہذا تم انہیں منع کرو اور اگر وہ اسے منظور کرلیں کہ اپنے گھر میں اپنے رب کی عبادت کریں تو امان برقرار ہے اگر نہ مانیں اور اس پر ضد کریں کہ علانیہ عبادت کریں گے تو تم اپنی پناہ ان سے واپس مانگ لو کیونکہ ہم لوگ تمہاری پناہ کو توڑنا پسند نہیں کرتے لیکن ہم ابو بکر رضی اللہ عنہ کی علانیہ عبادت کو کسی صورت بھی برقرار نہیں رکھ سکتے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اس کے بعد ابن دغنہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہنے لگا: تمہیں معلوم ہے کہ میں نے تم سے کس بات پر معاہدہ کیا تھا، لہذا تم اس پر قائم رہو یا پھر میری امان مجھے واپس کرو کیونکہ میں یہ نہیں چاہتا کہ عرب کے لوگ یہ خبر سنیں، جس کو میں نے امان دی تھی اسے پامال کر دیا گیا ہے۔ اس پر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں تیری امان واپس کرتا ہوں اور میں صرف اللہ عزوجل کی امان پر خوش ہوں۔ [صحیح بخاری: 1071]